تحقیق و تنقید — مولانا محمد رمضان سلفی

قسط ۵ (آخری)

# مستشرق ہندی کے ناکارہ وارث

اور

# خطبۂ حجۃ الوداع

۴۔ "قریش کے لوگو، ایسا نہ ہو کہ خدا کے حضور تم اس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لدا ہو، اور دوسرے لوگ آخرت کا سامان لے کر آتے ہوں، میں خدا کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔"

دنیا کی زیب و زینت کو آخرت کی دائمی زندگی پر ترجیح دینے والوں کی مذمت کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَةِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍۢ بَعِیْدٍ" (ابراھیم: ۳)

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

"اَیْ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیَاةَ الدُّنْیَا وَ یُؤْثِرُوْنَهَا عَلَی الْاٰخِرَةِ، فَجَمَعَ تَعَالٰی بَیْنَ هٰذَیْنِ الْوَصْفَیْنِ لِیَتَبَیَّنَ بِذٰلِكَ اَنَّ الْاِسْتِحْبَابَ لِلدُّنْیَا وَحْدَهٗ لَا یَكُوْنُ مَذْمُوْمًا اِلَّا بَعْدَ اَنْ یُضَافَ اِلَیْهِ اِیْثَارُهَا

عَلَى الْاٰخِرَةِ ۔ (تفسیر کبیر : ۱۹/ ۷۸)
یعنی ایسے لوگ گمراہ ہیں جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، اور دنیا سے محبت اس وقت مذموم ہے جبکہ اسے آخرت پر مقدم اور راجح بنا لیا جائے۔ اور کوئی شخص بھی ایسے دنیا دار گمراہ لوگوں کے اس دن کچھ کام نہ آسکے گا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ..... الآیة !" (فاطر : ۱۸)

"کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا، اگر کوئی شخص اپنے اعمال کے بوجھ تلے بُری طرح دب رہا ہوگا اور کسی اور کو بلائے کہ وہ اس کا کچھ بار بٹا لے تو کوئی شخص ایسا نہیں کرسکے گا، خواہ وہ اس کا کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو" (مفہوم القرآن ۳/ ۱۰۰۸)

۵ ۔ "نماز ادا کرو، مہینے بھر کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوشدلی سے دیتے رہو، اپنے خدا کے گھر کا حج کرو، اپنے اہلِ اَمر کی اطاعت کرو، تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ۔ الآیۃ ۔" (المائدۃ : ۶)

اس آیت کے علاوہ " (۲/۴۳، ۸/۵۸، ۴/۱۰۲)" آیات درج کرنے کے بعد لغات القرآن (از پرویز) میں ہے :

"تصریحات بالا سے واضح ہے کہ قرآن کریم میں "صلوٰۃ" کا لفظ ان اجتماعات کے لئے آیا ہے، جنہیں عام طور پر نماز کے اجتماعات کہا جاتا ہے۔" (۳/ ۱۰۴۱)

اور مہینے بھر کے روزے رکھنے کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۔" (البقرۃ : ۱۸۵)

"سو جو شخص اس مہینے میں اپنے گھر پر موجود ہو تو اسے چاہیئے کہ اس مہینے کے روزے رکھے۔" (مفہوم القرآن : ۱/۶۸)

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔"

(البقرۃ : ۱۸۳)

"اس مقصد کے لئے تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلی اقوام پر فرض کئے گئے تھے۔" (مفہوم القرآن : ۱/۶۷)

## نابالغ عربی دان :

مذکورہ قرآنی آیت "كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ" میں "صیام" کا کلمہ "صوم" کی جمع نہیں، بلکہ مصدر ہے۔ صَامَ یَصُوْمُ صَوْمًا وَصِیَامًا۔ اور اگر یہ "صوم" کی جمع ہو تو اس کے فوراً بعد "كَمَا كُتِبَ" کی بجائے عربی گرامر کے مطابق "كَمَا كُتِبَتْ" ہونا چاہیئے تھا، لیکن "اَلصِّیَامُ" کی طرف "كُتِبَ" کی مفرد مذکر ضمیر لوٹانا، عربی قاعدے کے مطابق اس بات کی دلیل ہے کہ مذکورہ قرآنی آیت میں "اَلصِّیَامُ" جمع نہیں، بلکہ مصدر ہے ــــ اب آپ غلام پرویز کے بیان کردہ قرآنی آیت کے مفہوم پر دوبارہ نظر ڈالئے، وہ اس آیت میں "اَلصِّیَامُ" کو "صوم" کی جمع بنا رہے ہیں، جبکہ وہ اپنی "مطالب الفرقان" ج ۳، ص ۱۸۴ پر اس کے جمع ہونے کو صراحت کے ساتھ ذکر کر گئے ہیں، اور یہ سب ان کے عربی زبان سے نابلد ہونے نیز اس کی گرامر سے اجنبیت کا نتیجہ، اور ایسے فن میں کود پڑنے کا ثمرہ ہے جس کے وہ اہل نہیں تھے۔ کم از کم اگر وہ مفسرین میں سے کسی ایک کی کتاب کو ہی دیکھ لیتے تو شاید ایسا "علمی شاہکار" پیش کر کے جگ ہنسائی کا نشانہ نہ بنتے۔ چنانچہ امام رازیؒ اسی آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

"اِعْلَمْ اَنَّ الصِّیَامَ مَصْدَرُ صَامَ كَالْقِیَامِ وَاَصْلُهٗ فِی اللُّغَةِ الْاِمْسَاكُ عَنِ الشَّیْءِ وَالتَّرْكُ لَهٗ۔" (تفسیر کبیر : ۵/۶۸)

"یعنی خوب جان لو کہ "صیام" "صام" کا مصدر ہے، جیسے "قیام" "قام"

کا مصدر ہے، اور اس کا لغوی معنیٰ "کسی چیز سے رک جانا اور اسے ترک کر دینا" ہے!

مگر چونکہ مسٹر پرویز نے مستشرقین کی طرح ہر قسم کا رطب و یابس لٹریچر جمع کرنے کی ٹھان رکھی تھی، تحقیق اور حق گوئی سے انہیں کوئی لگاؤ نہ تھا، مزید بریں وہ اپنی ذہنی صلاحیت کے محدود ہونے کے باوجود، علم میں 'خضرِ زمانہ' ہونے کی خوش فہمی میں بھی مبتلا تھے' لہٰذا انہوں نے مسلمان اہلِ علم کی کتابوں سے استفادہ کی ضرورت ہی محسوس نہ کی، جو کچھ اپنے ذہن میں آیا، اسے اگلتے چلے گئے، اور اس پر مضر نتائج کی ذمہ داری اپنے وارثوں پر ڈال گئے!

ذرا غور فرمایئے! کہ جو شخص قرآنِ کریم کے ایک لفظ کے جمع یا مصدر ہونے ہی میں امتیاز نہ کر سکتا ہو، اُسے "منکرِ قرآن" کا لقب دے دینا، اس پر تہمت لگا دینا اور بہتان باندھنا نہیں تو اور کیا ہے؟ وارثینِ پرویز کو چاہیے کہ پرویزی لٹریچر کے اس کاٹھ کباڑ کو دریا بُرد کر کے حدیثِ رسولؐ پر ایمان لے آئیں کہ اسی میں ان کی دنیا و آخرت کی بھلائی پوشیدہ ہے! آمدم بر سرِ مطلب:

رہا اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم، تو اس کی ادائیگی کے متعلق قرآنِ کریم کی متعدد آیات میں سے ایک یہ ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ" (البقرۃ: ۴۳)

جبکہ منکرینِ حدیث کے ہاں حشو و زوائد سے پاک و صاف تفسیر 'قرطبی' میں ہے:

"سُمِّيَ الْإِخْرَاجُ مِنَ الْمَالِ زَكَوٰةً. وَهُوَ نَقْصٌ مِنْهُ. مِنْ حَيْثُ يَنْمُو بِالْبَرَكَةِ أَوْ بِالْأَجْرِ الَّذِي يُثَابُ بِهِ الْمُزَكِّي." (الجامع لاحکام القرآن: ۱/۲۹۳)

یعنی مال میں سے کچھ حصہ بطورِ زکوٰۃ نکال لینے سے اگرچہ بظاہر وہ مال کم ہو جاتا ہے لیکن اس میں برکت کی وجہ سے یا اس اجر و ثواب کی وجہ سے، جو زکوٰۃ دینے والے کو حاصل ہوتا ہے، درحقیقت وہ مال بڑھتا ہے اور نشوونما

پاتا ہے۔

اور کعبۃ اللہ کے حج کرنے کے متعلق ارشادِ باری تعالےٰ ہے:

"وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا" (آل عمران: ۹۷)

نیز ارشاد ہے:

وَ أَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ الآية! (البقرۃ: ۱۹۶)

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

"اَلْحَجُّ فِي الشَّرْعِ فَهُوَ اِسْمٌ لِأَفْعَالٍ مَخْصُوصَةٍ مِنْهَا أَرْكَانٌ ..... وَالْأَرْكَانُ عِنْدَنَا خَمْسَةٌ، اَلْإِحْرَامُ، وَ الْوُقُوفُ بِعَرَفَةَ، وَالطَّوَافُ بِالْبَيْتِ وَ السَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ وَفِي حَلْقِ الرَّأْسِ أَوْ تَقْصِيرِهٖ قَوْلَانِ.."! (تفسیر کبیر: ۵/۱۳۹)

یعنی "شریعتِ اسلامیہ میں حج چند مخصوص افعال کا نام ہے، جس کے ارکان ہم مسلمانوں کے ہاں پانچ ہیں۔ یعنی احرام باندھنا، میدانِ عرفات میں وقوف کرنا، بیت اللہ کا طواف کرنا، اور صفا و مروہ کی سعی کرنا، جبکہ اس کے بعد سر منڈانے یا بال کترانے میں علماء کے دو قول ہیں ..."!

لہٰذا مذکورہ آیات میں اُسی حج کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے، جسے مسلمان ہر سال ادا کرتے ہیں۔

اہلِ امر کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۔ الآية!" (النساء: ۵۹)

"ضروری ہے کہ تم اس نظام کی پوری پوری اطاعت کرو، جسے قوانینِ خداوندی کو نافذ کرنے کے لئے رسول نے قائم کیا ہے، اور اس نظام کے مرکز کے مقرر کردہ نمائندگانِ حکومت کی بھی اطاعت کرو۔" (مفہوم القرآن: ۱/۱۹۷)

اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ چونکہ اعمالِ صالحہ ہیں، ایسے صلاحیت بخش امور کی تعمیل

کرنے والوں کی جزا کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ" (الاعراف: ۴۲)

"جو قوم ہمارے قوانین کی صداقت کو تسلیم کرے گی اور ہمارے مقرر کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوگی، تو ان کا معاشرہ جنتی معاشرہ ہوگا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، وہ اسی میں رہیں گے۔" (مفہوم القرآن: ۱/۳۴۸)

۶۔ "اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہوگا، نہ باپ بیٹے کے بدلے اور نہ بیٹا باپ کے بدلے پکڑا جائے گا۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۔ الآية!" (فاطر: ۱۸)

"جرم کی سزا مجرم خود بھگتے گا کوئی دوسرا نہیں۔ نہ کوئی بے گناہ کسی دوسرے کے جرم کی پاداش میں پکڑا جائے گا، ہر بوجھ اٹھانے والا اپنا بوجھ خود اٹھائے گا۔" (قرآنی قوانین: صـ۳۰)

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى" (الانعام: ۱۶۵)

"جو کرے گا وہی بھرے گا، اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔" (قرآنی قوانین از پرویز، صـ۳۰)

قارئینِ کرام! یہ تھیں خطبہ حجۃ الوداع کی وہ روایات، جنہیں "طلوعِ اسلام" نے تاریخ کی کتابوں سے یہ ثابت کرنے کے لئے نقل کیا تھا کہ یہ ساری روایات قرآنی تعلیمات کے خلاف ہونے کی وجہ سے مستشرق غلام احمد پرویز اور اس کی ذریت کے ہاں ناقابلِ قبول ہیں، بلکہ بقول انہی کے یہ روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ اب تک حدیثِ رسول ﷺ میں لوگوں کی خواہشات کے مطابق اضافے ہوتے چلے آئے ہیں، جس کا اظہار انہوں نے یوں کیا کہ:

"یہ اضافے نیک نیتی پر مبنی تھے، یا کسی سازش کا نتیجہ، ان اضافوں کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ حجۃ الوداع کے خطبے کے بارے میں امام بخاریؒ کی

روایت کردہ حدیث میں اضافے ہوتے چلے آئے ہیں، یہاں تک کہ اس کا حجم اس سے پچاس، ساٹھ گنا زیادہ ہو گیا۔" (طلوعِ اسلام، جون ۱۹۸۶ء) لیکن ہماری رائے میں اگر اس حدیث کا حجم اصل روایت سے پچاس ساٹھ گنا کی بجائے اسی، نوّے گنا بھی زیادہ ہو جاتا، تو آپ کے ہاں حدیث کی صحت کو پرکھنے کے قاعدے سے سب کا قرآنی تعلیمات کے مطابق ہونا ثابت کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا ایسے بے لگام قاعدے کے ہوتے ہوئے آپ کو حدیثِ نبوی کے معاملہ میں زیادہ پیچ و تاب کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔! وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ!

---

## ضروری تصحیح!

گزشتہ شمارہ میں شہدائے لاہور کے پس ماندگان اور مجروحین کی امداد کے سلسلہ میں ایک اعلان شائع ہوا تھا۔ مولانا عبدالمالک مجاہد نے اس میں یہ ضروری تصحیح کرائی ہے کہ یہ امداد صرف سپرا برادری کے چند افراد کی طرف سے نہیں ــــــ بلکہ سعودی عرب کے اہلحدیث حضرات کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ تھی۔

قارئینِ کرام! نوٹ فرمالیں۔

ادارہ


## نشر السنۃ

عنقریب آپ کی خدمت میں دو عظیم الشان کتابیں پیش کر رہا ہے،

امام ابوسعد عبدالکریم بن محمد سمعانی ف ۵۶۲ھ کی

**الانساب** مکمل ۱۲ جلد، قیمت ۲۰۰/- روپے

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی

**تہذیب التہذیب** مکمل ۱۲ جلد، قیمت ۱۳۰۰ روپے

پیشگی رقم بھیجنے والوں کے لئے روایتی کمیشن ۴۰٪

نشر السنۃ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور